قیام خانقاہ مجیبیہ پھلواری شریف میں رہتا اور وہیں درس افتا کا کام کرتے رہتے برہان کے بڑے قدرداں تھے اور اسی وجہ سے اڈیٹر برہان سے محبت کرتے تھے ثانی الذکر فرنگی محل کے کاروان بہار کی آخری نشانی تھے۔ بلند پایہ عالم اور بڑے فاضل بزرگ تھے۔ فرنگی محل کے مفتی تھے اور وہیں کے مدرسہ میں جو اب برائے نام رہ گیا ہے درس واہتمام کی خدمت بھی انجام دیتے تھے، گوشہ نشین اور قناعت پیشہ بزرگ تھے۔

پچھلے دنوں وزیراعظم نے لکھنؤ کی ایک پریس کانفرنس میں اردو زبان کے متعلق یہ کہہ دیا کہ وہ ملک کے کسی علاقہ کی سرکاری زبان نہیں بن سکتی تو اس پر حامیان اردو سخت چراغ پا ہیں اور احتجاج کر رہے ہیں۔ حالانکہ مسٹر مرارجی ڈیسائی کا قصور صرف یہ ہے کہ انہوں نے اپنی عادت کے مطابق صاف گوئی سے کام لیا ہے، ورنہ بات انھوں نے وہی کہی ہے کہ سابقہ کانگریسی حکومت کی تیس برس تک عملی پالیسی رہی ہے، اور ہزاروں محضرناموں، مطالبات اور ایجی ٹیشن کے باوجود اس میں ذرہ برابر لچک اور نرمی پیدا نہیں ہوئی وزیراعظم کو اس درجہ صاف گوئی کی جرأت اسلئے ہوئی کہ انہوں نے اردو کے حامیوں کے دم خم دیکھ لئے کہ تیس برسوں سے یہ لوگ شور مچا رہے ہیں لیکن اردو کے نام پر آج تک ایک شخص کو بھی جیل جانے کی ہمت نہیں ہوئی۔ بہرحال حکومتیں اور ان کی پالیسیاں ادلتی بدلتی رہتی ہیں۔ جب نوے برس کی جمی جمائی کانگریس کی گورنمنٹ نہیں رہی تو جنتا پارٹی کی گورنمنٹ جو "کے آمدی و کے پیر شدی" کی مصداق ہے اس کے متعلق اس بات کی کیا ضمانت ہو سکتی ہے جلد یا بدیر وہ نہیں بدلیگی اور اسکی جگہ کسی ایسی پارٹی کی گورنمنٹ نہیں ہوگی جو اردو کے ساتھ انصاف کرے اس بنا پر اردو والوں کو اس قسم کے بیانات سے مایوس و بددل نہ ہو کر اپنی تحریک اور مطالبہ برابر جاری رکھنا چاہیے۔

کبھی جو لڑ گئی قسمت تو وارے نیارے ہیں۔